© rasailojaraid.com

محترمہ جمیلہ شوکت

ابنِ عبدِ ربّہٖ

(۲)

ابنِ عبدِ ربّہٖ بحیثیت شاعر

ابنِ عبدِ ربّہٖ اندلس کے خلفائے بنی اُمیّہ کا امیر الشعرا تھا۔ چار خلفا[1]، جن کا دورِ حکومت اس نے پایا، ان کی مدح سرائی میں مصروف رہا۔ ابنِ عبدِ ربّہٖ کے بہت کم اشعار ہم تک پہنچے ہیں۔ اگر اس کی شاعری کا وہ تمام ذخیرہ، جو بقول حمیدی بیس[2] جلدوں میں تھا، ہم تک پہنچتا تو یقیناً ابنِ عبدِ ربّہٖ کا مقام اس سے بلند تر ہوتا۔ وہ اشعار یا قصائد، جو ہمیں مختلف کتبِ ادب اور اس کی اپنی کتاب "العقد" میں ملتے ہیں، تقریباً ۱۴۰۰ ہیں۔ اور یہ قلیل تعداد ہی اس بات کی ضامن ہے کہ وہ اپنے زمانے کا بہترین شاعر تھا۔ اس نے شاعری کی تمام اصناف مثلاً غزل، مرثیہ، مدح، ہجو، وصف نگاری وغیرہ میں خوب طبع آزمائی کی۔ اس کے خیالات اچھوتے اور بلند ہیں۔ اس کا ہر شعر اس چیز کا شاہد ہے کہ اسے عربی زبان پر پوری قدرت حاصل تھی۔ اس نے اپنے پیشرو شعرا کے طریق پر شاعری کی۔ خیالات میں قدرتی حسن، موضوعات میں تنوع، وسیع علم اور پھر ناقدانہ نظر و فکر اس کے محبوب جواہر پارے ہیں۔ وہ موسیقی جو اس کے اشعار میں کبھی کبھی پیدا ہوتی ہے ہر شعر کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔ اس کی تشبیہات اور استعارے نہایت عمدہ اور نادر ہیں۔

ابن الخطیب کی روایت ہے کہ ولید الاندلسی نے جب حج کیا تو واپسی میں مصر ٹھہرا۔ یہاں

---

[1] محمد بن عبدالرحمان (۲۳۸ھ - ۲۷۳ھ) منذر بن محمد (۲۷۳ - ۲۷۵ھ)، عبداللہ (۲۷۵ - ۳۰۰ھ)، اور عبدالرحمان بن محمد (۳۰۰ - ۳۵۰ھ) [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جامع عمرو بن العاص میں مشرق کے وکٹر ہوگو (VICTOR HUGE) متنبی سے ملا۔ کچھ دیر تک مصروفِ گفتگو رہا۔ پھر متنبی نے کہا کہ ہمیں اندلس کے خوش کلام شاعر (یعنی ابن عبد ربہ) کا کلام تو سناؤ۔ چنانچہ ولید نے ابنِ عبد ربہ کے یہ اشعار سنائے:

یا لؤلؤاً یسبی العقول انیقا ورشا بتقطیع القلوب رفیقا

ما ان رأیت ولا سمعت بمثله دراً یعود من الحیاء عقیقا

۱۔ اے دلوں کو لوٹنے والے خوب صورت موتی اور دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں مہارت رکھنے والے غزال۔

۲۔ میں نے کبھی نہ ایسا موتی دیکھا نہ اس کے متعلق سنا جو شرم سے (اپنا رنگ بدل کر) عقیق بن جاتا ہے۔

جب متنبی نے یہ اشعار سنے تو بہت خوش ہوا اور بولا: اے ابن عبد ربہ "عراق تو تیرے پاس گھسٹ کر پہنچے گا[۱]"

متاخرین نے بھی ابنِ عبد ربہ کی خوب مدح کی ہے۔ ابنِ خلکان کہتے ہیں ولہ دیوان شعر جید[۲]۔ صاحبِ یتیمہ اپنے خیالات ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں: شعرہ فی نہایۃ الجزالۃ والحلاوۃ وعلیہ رونق البلاغۃ والطلاوۃ۔[۳] فتح بن خاقان بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں: وان لہ شعراً انتہی منتہاہ[۴]۔

ابن شرف القیروانی کہتے ہیں: "فاما ابن عبد ربہ القرطبیتی وان بعدت عنك دیارہ فقد قاربتنا، وقفنا علی اشعار صبوتہ الانیقۃ وتکفیرات توبتہ الصدوقۃ ومدائحہ المروانیۃ ومطاعنہ فی العباسیۃ وھو فی کل ذلك فارس معارس وطاعن مداعین[۵]"

وہ دوسرے شعرا کی گو تقلید کرتا ہے لیکن وہ اس تقلید میں اصل سے بڑھ جاتا ہے۔ اس کے اپنے اسلوبِ خاص اور طرزِ ادائیگی سے اس میں ایک نئی روح کروٹ لینے لگتی ہے اور اس طرح

---

[۱] یاقوت ۲: ۷۱، مطمح ۵۱، مقری ۲: ۳۲۲

[۲] ابن خلکان ۱: ۳۴

[۳] ثعالبی ۲: ۶۵

[۴] مطمح ۵۱

[۵] فوات [illegible] ۳۳۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ عیب خوبی میں بدل جاتا ہے۔ اس کے اشعار اندلس کے افقِ ادب پر بآوازِ بلند دنیا کو یہ چیلنج دے رہے ہیں کہ باوجود اس کے کہ اندلس عربی علوم کے مرکز بغداد سے دُور ہے لیکن۔ شعر اور نثر میں اس سے کسی طرح پیچھے نہیں ہے۔[1]

مدح

ابنِ عبدِ ربہ نے مدحیہ قصائد میں نام پایا۔ وہ صرف خلفا ہی کو مستحقِ مدح نہیں ٹھہراتا بلکہ اہلِ علم اور امرا کو بھی اپنا موضوعِ مدح قرار دیتا ہے۔ اس نے "صاحب القبلہ" ابوعبیدہ کی مدح میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں۔[2] وہ اپنے مدحیہ قصائد میں ممدوح کی عاداتِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کی شجاعت اور سخاوت پر فخر کرتا ہے اور اس کے جود و سخا کو بارش اور سمندر سے تشبیہ دیتا ہے۔

خلیفہ عبدالرحمان بن محمد کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

يا ابن الخلائف ان ايام الغنى   ايامك الغر التى اغنيتنى
بنوالها وسجالها وتمامها   استقيتنى حتى لقد ارويتنى[3]

۱۔ اے خلفا کے بیٹے حقیقی خوشحالی کے دن تمہارا زمانہ خلافت ہے جس نے مجھے امیر بنادیا ہے۔

۲۔ اپنی بخششوں اور ہر معمولی اور بڑی چیز کے ساتھ، انھوں نے مجھے پلایا حتیٰ کہ خوب سیراب کر دیا۔

گو وہ مدح میں طرزِ قدیم ہی کو اختیار کرتا ہے لیکن اس کا اسلوب اور اس کے خیالات کی بلندی اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ ایک اور مقام پر کہتا ہے:

من يرتجي بعدك او يتقي   وفي يديك الجود والباس
ان عشت عاش الناس في نعمة   وان مت مات بك الناس[4]

۱۔ تیرے بعد کس سے امید کی جائے گی اور کس سے ڈرا جائے گا جب کہ تیرے ہی ہاتھوں میں سخاوت اور ہیبت ہے۔

۱۔ العقد ۱: ۳
۲۔ ابن الفرضی ۱: ۲۱۲ بعد
۳۔ ثعالبی ۲: ۵، العقد ۵: ۲۱۱، ۴۔ العقد ۳: ۲۹۰، ثعالبی ۲: ۶۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲- اگر تو نہ رہا تو لوگ خوش حال رہیں گے اور اگر تو وفات پا گیا تو لوگ بھی تیرے ساتھ مرجائیں گے۔

(یعنی بخشش کرنے والا کوئی نہیں رہے گا اور لوگ بھوک پیاس سے مرجائیں گے)

ایک اور جگہ ممدوح کو سخاوت پر ابھارتے ہوئے کہتا ہے:

وما الجود من یعطی اذا ما سألته ولکن من یعطی بغیر سؤال[1]

سخاوت یہ نہیں کہ جب تجھ سے کوئی مانگتے تو تُو دے دے بلکہ اصل میں سخاوت یہ ہے کہ جو بغیر مانگے دے۔

ہجا

وستنفلٹ کا کہنا ہے کہ ابن عبد ربہ ہجا میں ممتاز تھے[2] اس کی ہجو بڑی سخت لیکن ملیح ہوتی ہے۔ وہ دوسرے شعرا کی طرح سوقیانہ ہجو نہیں کرتا بلکہ بڑے سلجھے ہوئے انداز میں اپنے مدِمقابل پر طنز کرتا ہے۔ ایک دفعہ ابن عبد ربہ نے بادشاہ کے کسی درباری سے ایک قیدی رہا کرنے کے بارے میں سفارش کی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس پر اس نے فوراً طنزیہ اشعار لکھ دیے[3]

العقد الفرید- میں خود اس نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ کسی شخص نے اسے کتاب دینے کا وعدہ کیا لیکن اس نے وعدہ خلافی کی لہذا ابن عبد ربہ نے اس کی ہجو کر ڈالی جس کا مطلع حسبِ ذیل ہے:

صحیفۃ افنیت لیت بھا وعسی عنوانھا راحۃ الراجی اذا یئسا[4]

ایک کتاب جو ضائع کردی گئی کاش کہ وہ حاصل ہو جاتی لیکن اس کا عنوان اس امید کرنے والے کے لیے باعث تسلی تھا جب کہ وہ ناامید ہو جائے۔

وہ واقعہ[5] جو اس کے اور اس کے بھتیجے ابو عثمان کے درمیان پیش آیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑی چبھتی ہوئی ہجو کرتا ہے۔

---

[1] یتیمۃ الدہر ۲: ۶۶

[2] بروایت جبرائیل جبور - ۱۳۰

[3] العقد ۱: ۱۸۴

[4] العقد ۲: ۱۸۵

[5] ابن ساعد - ۲۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرثیہ نگاری

ابن عبد ربہ نے مرثیے صرف رشتہ داروں کے کہے ہیں اس کے مرثیے گہرے غم و یاس کے غماز اور نہایت مؤثر اور درد انگیز ہیں،

بلیت عظامك والأسى يتجدد　　　والصبر ينفد والبكاء لا ينفد

يا غائبا لا يرتجى لإيابه　　　ولقائه دون القيامة موعد [1]

۱- تیری ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہیں لیکن میرا غم برابر نیا ہوتا رہتا ہے۔ صبر ختم ہو گیا لیکن رونا ختم نہیں ہوتا۔

۲- اے وہ شخص جو مر گیا ہے اس کے لوٹ آنے کی کوئی امید نہیں ہے اور اس کا وعدہ قیامت سے کچھ پہلے ملنے کا ہے۔

ایک اور جگہ کہتا ہے:

لا بيت يسكن إلا فارق السكنا　　　ولا امتلا فرحا إلا امتلا حزنا [2]

کوئی گھر آباد نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے رہنے والے جدا ہو جاتے ہیں اور کوئی گھر خوشی سے معمور نہیں ہونے پاتا کہ وہ غم سے معمور ہو جاتا ہے۔

غزل

ابن عبد ربہ نے غزل میں کثرت سے طبع آزمائی کی۔ اس کے غزلیہ اشعار بڑے عمدہ اور لطیف ہیں اور اس کا انداز بیان بڑا پر زور اور احساسات بڑے قوی ہیں۔ غزل میں اس کے یہ اشعار بہترین سمجھے جاتے ہیں

صحا القلب إلا خطرة تبعث الأسى　　　لها زفرة موصولة بحنين

بلى ربما حلت عرى عزماته　　　سوالف آدام واعين عين [3]

۱- دل ہوش میں آگیا لیکن ابھی ایک احساس ہے جو غم کو ابھارتا ہے اور ایک پیہم آہ ہے جس کے ساتھ

---

[1] العقد ۳: ۱۸۲ - یتیمۃ الدہر ۲: ۶۴

[2] العقد ۳: ۱۸۳ - یتیمہ ۲: ۶۸

[3] العقد ۶: ۲۱۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک شدید خواہش ہے۔

۲- یہی نہیں بلکہ بسا اوقات اس کے مضبوط ارادوں کی گرہوں کو سفید ہرنیوں کی گردنوں کے پہلوؤں اور بڑی آنکھوں والی گایوں نے ڈھیلا کر دیا۔

ایک اور جگہ فراق کے بارے میں کہتا ہے:

ودّعتنی بزفرۃ و اعتناق ثم نادت متی یکون التلاق[1]

وہ محبوبہ سسکیاں بھرتے ہوئے مجھ سے رخصت ہوئی اور پھر بآواز بلند یہ کہا کہ اب ملاقات کب ہوگی۔

ایک دفعہ ابن عبد ربہ کو اپنے محبوب کے کوچ کرنے کا علم ہوتا ہے تو وہ بہت غمگین ہوتا ہے۔ اتفاق سے بارش ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے سفر ملتوی کرنا پڑتا ہے۔ اس موقعہ پر وہ یہ اشعار کہتا ہے:

ھلا ابتکرت لبین انت مبتکر ھیہات یأبی علیک اللہ و القدر

ما زلت ابکی حذر البین ملتہفا حتی رثا لی فیک الریح و المطر[2]

۱- صبح سویرے ہی کیوں نہ بیدار ہو گیا اس جدائی کے لیے جو تجھے صبح ہی کرنی تھی۔ افسوس کہ اللہ اور تقدیر تجھے اس کی اجازت نہ دیتے تھے۔

۲- میں جدائی کے خوف سے برابر روتا رہا۔ یہاں تک کہ تیرے معاملے میں ہوا اور بارش کو بھی مجھ پر ترس آ گیا۔

وصف نگاری

ابنِ عبدِ ربہ کو وصف نگاری میں یدِ طولیٰ حاصل تھا وہ قدرتی مناظر، جنگ و جدال، سامانِ حرب، گھوڑوں وغیرہ کی نہایت عمدہ تصویر کشی کرتا ہے اور پھر اس کے خوبصورت استعارے شعر کو اور زیادہ لطیف بنا دیتے ہیں۔ باغ کی تعریف میں اس نے جو اشعار کہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

---

[1] مطمح ۵۲ - ابن خلکان ۱: ۳۴ - یتیمہ ۱: ۴۰۰ لیکن غلطی سے اشعار حبیب بن احمد کی طرف منسوب ہیں۔ العقد ۶: ۲۲۳

© rasailojaraid.com

[2] المقری ۲: ۲۶۶ - الضبی ۱۳۸ - مطمح ۵۱

© rasailojaraid.com

وماردوحنة بالحزن حاك لها الندى   برودا من الموشي حمر الشقائق
يقيم الدجى اعناقها و يميلها   شعاع الضحى المستن فى كل شارق[1]

۱۔ اس سخت زمین میں کتنا خوبصورت باغ ہے جس کے لیے شبنم کے پھول دار کپڑے کو سرخ سوسن کے پھولوں سے بُنا ہے۔

۲۔ تاریکی اس کی گردنوں کو سیدھا کر دیتی ہے لیکن دوپہر کی تیز شعاعیں انھیں ہر صبح جھکا دیتی ہیں۔

فوج کو سمندر کی لہروں سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

وجیش لظهر الیم تنفحه الصبا   یعب عبابا من قنا و قنا بل[2]

تیروں اور سواروں کا ایک لشکر ہے جو اتار چڑھاؤ میں سطحِ سمندر کی طرح معلوم ہوتا ہے جس سے صبح کی ہوا اٹھکیلیاں کرتی ہو۔

تلوار کے بارے میں کہتا ہے:

بکل مأثور علی متنه   مثل مدب النمل بالقاع
یرتد طرف العین من حده   عن کوکب للموت لماع[3]

۱۔ ہر جوہر دار تلوار جس کی پشت پر ایسی لکیریں ہیں جیسی کہ نرم زمین پر چیونٹیوں کے رینگنے سے پڑ جاتی ہیں۔

۲۔ اس کی تیزی سے آنکھ اس طرح واپس لوٹتی ہے جیسے کہ موت کے چمک دار ستارے سے۔

زہد

ابن عبدربہ کو زمانۂ شباب میں غزل گوئی میں کمال حاصل تھا لیکن زندگی کے آخری ایام میں اس نے زہد و تقویٰ کو اپنی شاعری کا موضوع بنا لیا تھا۔ اس طرح اس نے اپنے ان اشعار سے اس بے راہ رو زندگی کے داغ کو دھونا چاہا جو اس نے زمانۂ شباب میں گزاری تھی۔ جوانی میں کہتا ہے:

هلا ابتكرت لبين انت مبتكر[4] الخ

---

[1] العقد ۶ : ۲۳۲   [2] العقد ۱ : ۸۰
[3] العقد ۱ : ۸۲   [4] ضبی ۱۳۷ ۔ المقری ۲ : ۲۶۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑھاپے میں اسی وزن اور قافیے میں یہ اشعار کہے :

یا قادراً لیس یعفو حین یقتدر ماذا الذی بعد شیب الرأس تنتظر

انت المقول له ماقلت مبتدئاً هلا ابتکرت لبین انت مبتکر[1]

۱- اے وہ قدرت رکھنے والے کہ جو معاف نہیں کرتا جب تجھے قدرت حاصل ہوتی ہے- میرے سر کے بال سفید ہو جانے کے بعد تو کس چیز کا منتظر ہے-

۲- تو ہی وہ ہے جس کے بارے میں مَیں نے شروع میں کہا تھا- ھلّا ابتکرت الخ

مذہب جسے ابن عبد ربہ زمانۂ شباب میں فراموش کر چکا تھا، پھر وہ اس سے تعلق پیدا کر لیتا ہے- وہ اشیا کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھتا ہے- اس مختصر سے عرصے کی شاعری حکمت و عظمت سے مملو نظر آتی ہے لیکن لطافت و سلاست وہی ہے جو ابتدائی دور میں تھی- مگر کسی قدر تکلف کی جھلک نظر آتی ہے- وہ سابقہ گناہوں کے لیے خلوص دل سے بارگاہِ ایزدی سے یوں بخشش کا طالب ہوتا ہے-

یارب غفرانك عن مذنب اسرف الا انه نادم[2]

اے خدا تو اس گناہ گار کو معاف کر دے جو حد سے بڑھ گیا تھا- لیکن اب نادم ہے-

وہ دنیا کی ناپائداری اور مصائب کا بھی شکوہ کرتا نظر آتا ہے :

الا انما الدنیا غضارة ایکة اذا اخضر منها جانب جف جانب

ھی الدار ما الامال الا فجائع علیها ولا اللذات الا مصائب[3]

۱- دیکھو! دنیا درختوں کے جھنڈ کی تر و تازگی کی طرح ہے کہ جب اس کا ایک جانب سرسبز ہوتا ہے تو دوسرا خشک ہو جاتا ہے-

۲- یہ (دنیا) ایک گھر ہے جہاں امیدیں مصائب ہیں اور خوشیاں محض تکالیف- وہ مخاطب کو طلبِ مغفرت پر بھی ابھارتا ہے[4] اور اسے عمدہ صفات اور اخلاق حسنہ اختیار کرنے پر اکساتا ہے-[5]

۱- مطمح ۵۲- یاقوت ۲: ۴۷ ۲- العقد ۳: ۱۱۷

۳- العقد ۳: ۱۱۰- المتنبی ۱۳۹ ۴- المستطرف ۳: ۱۱۹ ۵- العقد ۱۷: ۱۵۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابنِ عبدِ ربہ بڑھاپے کے بارے میں کہتا ہے :

نجوم فی المفارق لھا تغور   ولا یجری بھا فلک یدور[1]

مانگ میں جو ستارے ہیں وہ کبھی غروب نہیں ہوتے اور نہ ان کے ساتھ گردش کرنے والا آسمان گردش ہی کرتا ہے

ابنِ عبدِ ربہ زندگی کے آخری ایام تک شعر کہتا رہا آخری اشعار جو اس نے کہے ۔ وہ اس کی موت سے گیارہ روز قبل کے ہیں[2]

تشبیہات

ابنِ عبدِ ربہ کی تشبیہات نہایت اچھوتی اور عمدہ ہوتی ہیں اس نے تشبیہات میں متقدمین کے اتباع کے ساتھ جدت بھی پیدا کی ہے ۔ اس کے اس شعر میں بڑی خوبصورت تشبیہ ہے :

بیضاء یحمر خدا ھا اذا خجلت   کما جری ذھب فی صفحتی ورق[3]

وہ سفید رنگ کی عورت جب شرماتی ہے تو اس کے رخسار سرخ ہوجاتے ہیں اور ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ چاندی کے طشت کے دونوں اطراف میں سونا بہہ رہا ہے

اس شعر میں بھی بڑی لطیف تشبیہ ہے :

ما ان رأیت ولا سمعت بمثلہ   دُرّاً یعود من الحیاء عقیقا

میں نے اس جیسا موتی نہ دیکھا اور نہ اس کے متعلق سنا جو شرم کی وجہ سے عقیق بن جاتا ہے ۔

بیانیہ شاعری

ابنِ عبدِ ربہ کو بیانیہ شاعری میں بھی ملکہ حاصل تھا گو اس سے پہلے عبداللہ بن معتز[5] (م ۲۹۶ھ) نے بھی اس طرز پر اشعار کہے تھے لیکن وہ زیادہ طویل نہ تھے ۔ ابنِ عبدِ ربہ

---

[1] العقد ۲ : ۳۲۱   [2] مطمح ۵۳ ۔ یاقوت ۲ : ۶۹

[3] العقد ۷ : ۱۰۹   [4] العقد ۷ : ۱۰۹

[5] عبداللہ بن معتز اور ابن عبد ربہ کے ارجوزوں کا مطلع یوں ہے :

الحمد للہ علی آلائہ احمدہ و الحمد من نعمائہ (دیوان ابن المعتز)

فالحمد للہ علی اغمایہ حمداً اجزیلاً علی نعمائہ (العقد ۵ ۔ ۲۲۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے عبدالرحمان الناصر کے عہد کی تاریخ ایک ارجوزہ میں قلم بند کی لیکن اس کی یہ شاعری موضوع کی خشکی، خیال کی کمزوری اور رزمیہ شاعری کے اصولوں سے دوری کی بنا پر بیانیہ شاعری سے زیادہ معلمانہ و ناصحانہ شاعری کی حیثیت رکھتی ہے [1] اس کا یہ طویل ارجوزہ العقد میں پھیلا ہوا ہے [2]

موشحات

ابن عبد ربہ نے موشحہ کے طرز پر لوک گیت بھی لکھے۔ بقول علامہ ابن خلدون اس فن کا موجد مقدم بن معافر القریری تھا جو امیر عبد اللہ بن محمد المروانی کے دور کا نامور شاعر تھا۔ ابن عبد ربہ نے اس سے یہ فن سیکھا لیکن افسوس دونوں میں سے کسی کا موشح ہم تک نہیں پہنچ سکا [3] شاعری کی یہ صنف اندلس اور مشرق میں نہایت مقبول ہوئی۔

(باقی آئندہ)

---

۱ زیات، ۳۱۸
۲ العقد - ۵ : ۲۲۵ - ۲۲۶
۳ مقدمہ ابن خلدون، ۵۸۴

سید امیر علی : شاہد حسین رزاقی

سید امیر علی اپنے عہد کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ اسلامی ہند کی نشاۃ ثانیہ کے کارفرماؤں میں ان کا ایک بلند مقام ہے۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ وہ سیاست دان بھی تھے، ایک روشن خیال مفکر بھی، اور مصنف کی حیثیت سے تو ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ قانون اسلامی میں بھی ان کی نظر بڑی گہری تھی مسلمانان پاک و ہند کے قومی حقوق کے لیے گزشتہ صدی کے اواخر میں جب آئینی جد و جہد شروع ہوئی تو اس میں وہ پیش پیش تھے اور اس سلسلہ میں انھوں نے بیش بہا خدمات انجام دیں مسلمان ملکوں کے دفاع اور خلافتِ عثمانیہ کو مغربی یلغار سے بچانے میں بھی آپ برابر کوشاں رہے۔ اس کتاب میں سید امیر علی کی شخصیت کے ان تمام پہلوؤں کو شرح و بسط سے پیش کیا گیا ہے۔

صفحات : ۳۰۹ قیمت : ۸ روپے

ملنے کا پتہ : ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور

© rasailojaraid.com